

۶۷۲
۱۱/۱۱/۲۰۲۰

خدمت جناب مفتی صاحب



زکوٰۃ
بلوچستان
۲۱ اگست ۲۰۲۰

سلام علیکم ورحمۃ اللہ

امیدوالتی جلد بخیریت چوں گے۔ ایک مسلم درپیش معلوم۔

میرا ایک کزن مسیٰ ظہیر اللہ ولدیتا محمد عزیز خان قومیہ رائف اور ساکنہ مذکور آزاد کیمز
 کاروباری ہے۔ میرا کزن گونگا لہرہ ہے۔ جس نے عرصہ ۱/۲ قبل اپنی
 زوجہ منکوحہ سمیت رحمت جان دختر محمد لہیر خان کو طلاق دی۔ اب
 وہ بڑی دربارہ بچوں کی خاطر اپنے خاوند سے رجوع کرنا چاہتی ہے۔ کچھ علما
 کہتے ہیں کہ بڑائی کی ایک طلاق سبھی دربارہ سادہ نواج کے ساتھ رجوع کر سکتی
 ہے۔ کیونکہ لڑائے سے طلاق کے وقت اعلیٰ اشارہ سے ۳ بار نہیں کہا کہ میں
 نے طلاق دی۔ لہذا ایک طلاق واقع ہوگی۔ کچھ علما کرام کہتے ہیں کہ نہیں۔
 کیونکہ وائے طلاق نامے پر یک مشیت ۳ طلاق ملکی ہوئی ہیں جو کہ تحریری
 ثبوت موجود ہے۔ اس طلاق نامے کا ثبوت میں بھی ہیں ہم نے طلاق کے وقت
 کوئی ایسا اشارہ نہ کیا اور نہ ہی اس سے کروایا۔ بس مسیٰ ظہیر اللہ نے ایک ہی
 دفعہ اشارے سے کہا میں تم سے اسکو نکل دو میں اسکو نہیں رکھتا کہہ دیا کہیں
 بند کر لی۔ کچھ علما کہتے ہیں طلاق واقع ہوگی اور حلالہ لیزمی ہے اگر
 دوبارہ رجوع کرے تو۔ بڑائی گونگی نہیں ٹھیک ہے۔ دونوں کا تعلق نعم حنیفہ
 سے ہے۔ قرآن سنت کی روشنی میں حج رہنمائی کرتے ہوئے بطور ثبوت
 فتوح جاری کریں تاہم اس کا بہتر حل نکل سکے۔

آپ کے تعاون کا از حد مشکور رہوں گا

مفتی
 حلقہ صوبہ بلوچستان
 377 ٹیلیفون ایلم ای سٹریٹ زکوٰۃ وفتا
 0345 4366087 راولپنڈی
 ۲۶۵

۱۔ لڑکا گونٹا ہے نہ سن سکتا اور نہ ہی بول سکتا ہے
اسناد سے بات سمجھ لیتا ہے۔ عقل مند ہے۔

۲۔ لڑکے نے طلاق کے وقت ۳ اعلیٰوں کا اشارہ میں لیا
کہ میں اسکو ۳ طلاق دیتا ہوں۔ البتہ بکے والے نے
طلاق نامے پر ۳ مرتبہ لکھا ضرور ہے۔ جس کا میں گواہ ہوں

۳۔ اور نہ ہی ہمارے علم میں تھا کہ ہم اس کو ۳ مرتبہ اشارہ
کر کے بتاتے یا ۳ مرتبہ کہتا ہوتے۔ ایسی کوئی بات نہیں
ہوتی۔

اس کا عدوہ اللہ کوئی سوال ایک ذہن میں ہو تو
صرف پوچھ سکتے ہیں



شکر

Shoaib2athore406@gmail.com

صورت مسئلہ میں مزید وضاحت کیلئے مستقی سے فون پر رابطہ کیا گیا، انہوں نے فون پر تفصیل بتائی کہ یہ گونگانہ لکھ سکتا ہے، اور نہ تحریر پڑھ سکتا ہے، صرف اشارے سے بات سمجھ سکتا ہے۔ لہذا اس کو طلاق کیلئے ایک بار اشارہ کیا گیا اور پھر اس کا انگوٹھا طلاق نامہ پر لگایا گیا۔ اس کو طلاق نامہ میں درج مضمون اور تین طلاق کا علم نہیں تھا۔

لہذا اگر سوال میں ذکر کردہ صورت حال درست ہو تو اس صورت میں صرف ایک طلاق رجعی واقع ہوئی اگرچہ طلاق نامہ میں تین لکھی ہوں، کیونکہ گونگانہ کو سمجھ نہیں سکتا اور اس کی طرف سے تین کا اشارہ بھی نہیں پایا گیا۔
مصنف عبد الرزاق الصنعانی (7/ 82)

12295 - عَنْ الشَّوَرِيِّ فِي طَلَاقِ الْأَخْرَسِ وَسَأَلْتُهُ قَالَ: لَيْسَ لَهُ طَلَاقٌ إِلَّا أَنْ يَكْتُبَ؟

قَالَ: نَوْفِي نَفْسِي مِنْهُ شَيْءٌ، وَإِنْ كَتَبَ قَالَ: وَلَا يَحُوزُ تَبَعُهُ وَلَا ابْتِغَاءَهُ

الحوارة النيرة (4/ 132)

قوله (وبيع طلاق الأخرس بالإشارة) هذا على وجهين إن كانت الإشارة يعرف بها كلامه وقع وإن كانت لا يعرف بها كلامه لا يقع ، لأننا بقا نكاحه وشككتنا في زواله ولا يزول بالشك ثم طلاقه المفهوم بالإشارة إذا كان دون الثلاث فهو رجعي .

حاشية ابن عابدین (3/ 241)

وفى التارخانية عن البنايع : وبيع طلاق الأخرس بالإشارة، ويهد به الذى ولد وهو أخرس أو طراً عليه ذلك ودام حتى صارت إشارته مفهومة وإلا لم يعتبر (قوله واستحسن الكمال إلخ) حيث قال : وقال بعض الشافعية : إن كان يحسن الكتابة لا يقع طلاقه بالإشارة لانسداد الضرورة بما هو أدل على المراد من الإشارة وهو قول حسن، وبه قال بعض مشايخنا اهـ . قلت : بل هذا القول تصریح بما المفهوم من ظاهر الرواية .

ففى كافى الحاكم الشهيد ما نصه : فإن كان الأخرس لا يكتب وكان له إشارة تعرف فى طلاقه ونكاحه وشرائه وبيعه فهو جائز، وإن كان لم يعرف ذلك منه أو شك فيه فهو باطل . اهـ . فقد رتب جواز الإشارة على عجزه عن الكتابة، فيفيد أنه إن كان يحسن الكتابة لا تحوز إشارته ثم الكلام كما فى النهر إنما هو فى قصر صحة تصرفاته على الكتابة وإلا ففيه بفتح طلاقه بكتابة كما بئى آخر الباب، فما بالك به (قوله بإشارته المعهودة) أى المقرونة بتصويت منه، لأن العادة منه ذلك فكانت الإشارة بياناً لما أحمله الأخرس بحر عن الفتح، وطلاقه المفهوم بالإشارة إذا كان دون الثلاثة فهو رجعي، كذا فى المضمرات ط عن الهدية .

المبسوط (7/ 481)

وإن كان الأخرس لا يكتب ، وكانت له إشارة تعرف فى طلاقه ونكاحه وشرائه وبيعه فهو

حائز استحساناً، وفي القياس لا يقع شيء من ذلك بإشارته؛ لأنه لا يتبين بإشارته حروف منظومة؛ فبقي مجرد فصد الإيقاع، وبهذا لا يقع شيء، ألا ترى أن الصحيح لو أشار لا يقع شيء من التصرفات بإشارته ولكنه استحسن، فقال: الإشارة من الأعرس كالعبارة من الناطق، ألا ترى أن في العبادات جعل هكذا حتى إذا حرك شفطه بالتكبير، والقرآن جعل ذلك بمنزلة القراءة من الناطق، فكذلك في المعاملات؛ وهذا لأجل الضرورة؛ لأنه محتاج إلى ما يحتاج إليه الناطق، فلو لم يجعل إشارته كعبارة الناطق أدى إلى أن يموت حرمها، وهذه الضرورة لا تنأى في حق الناطق؛ ولهذا قلنا: المريض. وإن اعتقل لسانه لا ينفذ تصرفه بإشارته؛ لأنه لم يقع اليأس عن نطقه، وإقامة الإشارة مقام العبارة عند وقوع اليأس عن النطق لأجل الضرورة، وإن لم تكن له إشارة معروفة يعرف ذلك منه، أو يشك فيه فهو باطل؛ لأنه لا يوقف على مراده بمثل هذه الإشارة؛ فلا يحوز الحكم بها

الأصل للشيء ط (4/ 516)

باب طلاق الأعرس

وإذا طلق الأعرس امرأته في كتاب وهو يكتب فإنه يحوز عليه من ذلك ما يحوز على الصحيح في كتابه، وكذلك العتاق والنكاح.

وإن كتب الصحيح ذلك في الأرض لم يحز عليه إلا أن ينوي به الطلاق. فإن نوى به الطلاق حاز عليه إذا كتب كتاباً مستين. وإذا كتب كتاباً في الأرض ولا يستين أو في غير الأرض أو في حائط ونوى بذلك الطلاق فإن ذلك باطل لا يحوز. وكذلك الأعرس. وإنما يعرف ذلك من الأعرس إن مثل بكتاب فيحييه بكتاب.

فإن كان الأعرس لا يكتب وكانت له إشارة تعرف في طلاقه ونكاحه وشراؤه وبيعه وكان ذلك من معروفاً فهو حائز عليه. وإن لم يعرف ذلك أو شك فيه فهو باطل. وهذا كله ليس بقياس. إنما هو استحسان. والقياس في هذا كله باطل (3)، لا يحوز طلاقه ولا نكاحه ولا شراؤه ولا بيعه؛ لأنه لا يتكلم. والله اعلم بالصواب

(سيد حسين احمد)

دارالافتاء جامع دارالعلوم كراچی

۲۸ محرم الحرام ۱۳۳۸ھ

۳۰ اکتوبر ۲۰۱۶ء

العلم للشيخ
امير محمد غفره
۲۸ / ۱۲ / ۳۸ھ

